تنویر انجم

حاشیوں میں رنگ

حاشیوں میں رنگ

(نظمیں)

تنویر انجم

تنویر انجم

حاشیوں میں رنگ

(نظمیں)

پہلی اشاعت: 2016

زیرِ اہتمام
آج کی کتابیں

طباعت
ذکی پرنٹرز، کراچی

سٹی پریس بک شاپ
316، مدینہ سٹی مال، عبداللہ ہارون روڈ، صدر، کراچی 74400
فون: 35213916 ,35650623 (92-21)
ای میل: ajmalkamal@gmail.com

ترتیب

میرا نازک موتی

ایک ہی موتی ملا ہے مجھے
مسلسل چمکانے کے لیے
میرا اپنا نازک سا موتی

کبھی آگ مانگتا ہے وہ
کبھی پانی
کبھی مٹی
کبھی ہوا
ماند پڑنے لگتا ہے
بہت تیزی سے
ذرا سی دیر میں
میرا نازک موتی

اسے چمکانے میں مصروف
میں کرتی ہوں
کبھی محبت کبھی نفرت
دوستوں سے
استادوں سے
اوزاروں سے
ہتھیاروں سے
سیاحوں سے
عبادت گاہوں سے

کبھی دور چلی جاتی ہوں
کبھی مل کر بیٹھتی ہوں سب کے ساتھ
موازنے کے لیے اپنے موتی کا
ان کے موتیوں کے ساتھ

کبھی لگتا ہے
غائب ہو رہا ہے نظروں سے
بھٹکتی پھرتی ہوں پھر

اس کی تلاش میں
مل جاتا ہے کبھی پڑا ہوا
درخت کے نیچے
یا دریا کے کنارے
کبھی کسی بچے کے پاس

جب مر رہے ہوتے ہیں لوگ
میرے چاروں طرف
اور مار رہے ہوتے ہیں لوگ
سامنے کھڑے رہنا اچھا ہے
یا چھپ جانا
میرے موتی کی چمک کے لیے
سمجھنا آسان نہیں ہے

سوچا تھا حیران کر دوں گی سب کو
ایک دن اپنے موتی کی چمک سے
سناؤں گی اس کی کہانی
تفصیل سے
مگر نہیں سہار پاتا

نظروں کا بوجھ
میرا نازک موتی

لگتا ہے پسند کرے گا
میرے ساتھ ہی غائب ہو جانا
ہمیشہ کے لیے
میرا نازک موتی

ایک نظم اپنے اداس شہر پر

چلے گئے وہ سب
میرے شہر سے
جو بنا سکتے تھے
سیدھی مضبوط دیواریں
ان شہروں کو
جہاں مل سکتا ہے انھیں
زیادہ معاوضہ
سیدھی مضبوط دیواروں کا
رہ گئی ہیں میرے شہر میں
اب صرف ٹیڑھی کمزور دیواریں
ٹیڑھی کمزور تہذیب کی علامت
میرے شہر کی دیواریں

دوڑ رہی ہیں
اونچی نیچی سڑکوں پر میرے شہر کی
بسیں، سائیکلیں اور گاڑیاں
اندھادھند
تصادم کے خوف سے بے نیاز
ایک دوسرے کا راستہ کاٹتی ہوئی
اذیت سے بھرے دلوں کا عکس ہیں
میرے شہر کی
اونچی نیچی سڑکیں

میرے شہر کے ساحل پر
چل رہی ہیں
مون سون کی ہوائیں
اتنی تیز
ہلا دیں قلم
اڑا دیں کاغذ
شاعری کی دشمن ہیں
میرے شہر کے ساحل سے چلتی

مون سون کی ہوائیں

ٹیڑھی کمزور دیواروں سے دور بیٹھوں
اونچی نیچی سڑکوں پر قدم نہ رکھوں
کھڑکیاں بند کرلوں
تو لکھ سکوں ایک نظم
اپنے اداس شہر پر

گن رہی ہو کیا

کیا انگلیوں کی پوریں ہیں
گنتی کے لیے
جو گنتی رہتی ہو تم
انگلیوں کی پوروں پر
سوتے اور جاگتے
پتا نہیں کیا کیا
کیوں دہلاتی ہو
پیار کرنے والوں کو
اپنے پاگل پن کی واضح نشانیوں سے

جب دنیا کی بیشتر چیزیں
قابل شمار ہیں

وہ کیونکر سمجھ پائیں گے
تمھارے دل کے راز

تو گن رہی ہو کیا جس کا شمار ختم نہیں ہوتا
سورج کی کرنیں
جنگل کے درخت
ہواؤں کے جھونکے
آسمان کے تارے

یا اپنی پیشروؤں کی طرح
تم بھی گن رہی ہو
اپنی یا اوروں کی قمیضوں کے بٹن
چھت میں لگی کڑیاں
دیواروں کے دھبے
یا کھڑکی کی سلاخیں

تتلیوں کے پروں کی پھڑ پھڑاہٹیں

(1)

کہیں نہ کہیں

تتلیاں پھڑ پھڑا رہی ہیں اپنے پر

اور برپا کر رہی ہیں طوفان

مختلف جگہوں پر

بدل دیتی ہیں موسم

تتلیوں کے پروں کی پھڑ پھڑاہٹیں

اور ستاروں کی سمت اور رفتار

اور ہماری قسمتیں

سوچنے کا مقام ہے ہر پل

قدم کس طرح اور کس طرف پڑے

اور کیسے بدل جائیں ہماری منزلیں

تتلیاں نادان ہیں
ناواقف ہیں اپنے برپا کیے ہوئے طوفانوں سے
بالکل ہماری طرح
جو نہیں جانتے
اچھا ہے یا برا
ہمارا سانس لینا یا سانس روک لینا

(2)
مر چکی تھی میں
جب گر گیا ٹوٹ کر درخت سے
ایک سوکھا پتہ
میرے شانے پر
اور دیکھ لیا تم نے
اور رک گئے
جھاڑنے کے لیے
میرے شانے سے
وہ سوکھا پتہ
ایک بار پھر کہا تم نے
سوچ لو ایک بار اور

بات کر لینے میں کیا ہرج ہے

اور بات کر لی، ہم نے

اور گزار لی ایک زندگی

ایک دوسرے کے خاندانوں کو جان کر

اپنے بچوں کے ساتھ

اور جب لے جا رہے تھے لوگ

تمھیں کاندھوں پر

مجھے یاد آ گیا یونہی ایک لمحے کو

اگر نہ گرا ہوتا ٹوٹ کر درخت سے

وہ سوکھا پتہ

میرے شانے پر

(3)

وہ غلط پھینکی گئی تیز گیند تھی

جو لگی پیٹ میں جا کر ایک لڑکے کے

اور پھاڑ دیا اس کا اپینڈکس

اور غم سے پاگل کر دیا اس کے بھائی کو

سو سال گزر چکے ہیں

میں ہاتھ مل رہی ہوں

اس تیز گیند پر
آنسوؤں کے درمیان
ایک صدی کے نسل در نسل جاری
پاگل پن کا بوجھ
اپنے سر پر اٹھائے

(4)

رات ڈرامہ دلچسپ تھا
نیند دیر سے آئی
بھول گئی وہ جلدی میں
میز پر پڑا نظر کا چشمہ
اس اہم دن
جب مل گیا اسے وہ
اور ہو گیا پہلی نظر میں
ہمیشہ کے لیے اس کا اپنا
باوجود اس بات کے
کہ بہت نفرت تھی اسے نظر کے چشمے سے
بہت سال بیت گئے
جب اس نے سوچا

کاش اس رات نہ دیکھا ہوتا اس نے
وہ دلچسپ ڈرامہ
یا نہ بھولا ہوتا جلدی میں
میز پر پڑا نظر کا چشمہ

(5)

معمولی زکام تھا مگر
نہیں کر سکی وہ ہمت
بچے کے اسکول کی میٹنگ میں جانے کی
نہیں جا سکا وہ وقت پر دفتر
بچے کے اسکول کی میٹنگ کے باعث
نہیں دے سکا وہ اس کی تنخواہ
صحیح وقت پر
نہیں دے سکی وہ واجب الادا فیس
بچے کے اسکول میں
صحیح وقت پر
نہیں کر سکا وہ برداشت
فیس نہ لانے پر
ماسٹر کی مار

نہیں پڑھ سکا دوسری جماعت کے بعد
کرتے رہ گئے دھوپ میں مزدوری
وہ اور اس کے بچے
کسی اجنبی کے
معمولی زکام کے باعث

(6)

بھول گئی نوکرانی اس رات
پانی کا گلاس سرہانے رکھنا
کھل گئی اس کی آنکھ
آدھی رات کو
روتے روتے سونے کے بعد
شدید پیاس سے
اور بلا لیا اسے
صحن میں رکھے مٹکے کے برابر
کنویں کے اندر سے
اس کے عکس نے
کھل جاتی ہے آنکھ
آدھی رات کو

روتے روتے سونے کے بعد

میرے پیاروں کی

دل کے درد سے

دیرینہ یادوں سے

ڈراؤنے خوابوں سے

جو جگائے رکھتے ہیں مجھے دن اور رات

کبھی نہیں بھولتی

میں پانی کا گلاس

ان کے سرہانے رکھنا

(7)

پرندے نے سوچا

ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں

دائیں مڑے یا بائیں

اور مڑ گیا بائیں

اور ٹکرا گیا

شور مچاتے، تیز رفتار

بہت بڑے پرندے سے

جو اسے نگلتے ہی گرا

اور پاش پاش ہو گیا
شہر کے معززین آدھے رہ گئے
بدل گئے خاندانوں کے سربراہ
تباہ ہو گئے کچھ کاروبار
کچھ چھونے لگے آسمانوں کو
الٹ گئیں تقدیریں
ہزاروں موجود لوگوں کی
اور ان کی بھی جو ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے
جب مڑ گیا پرندہ
دائیں جانب کے بجائے
بائیں جانب

(8)

اجنبی ہے وہ
مگر سنا تھا کہیں اس نے میرا نام
ڈھونڈ کر نکال لی ہے اس نے میری فائل
اور فیصلہ کیا ہے
میں اس کام کے لیے مناسب ہوں
اب چھوڑنا ہو گی

مجھے یہ سرزمین
بڑا ہونا ہوگا میرے بچوں کے میرے بغیر
بھول جائیں گے مجھے وہ
جنھیں میں قریب رکھتی ہوں
آجائیں گے قریب
پتا نہیں کون سے اجنبی لوگ
شریک نہ ہو پاؤں میں شاید
شادیوں اور اموات میں
اپنے پیاروں کی
نہ جانے کون تھا
جس نے لیا تھا میرا نام
اس کے سامنے
برسبیلِ تذکرہ

(9)

ہوگئی بارش
غیر متوقع
پھیل گئی کیچڑ
پھسل گئے گھوڑے

ہار گیا وہ
ایک اہم جنگ
بن گئی محکوم
اس کی جنگجو قوم
بدل گئی تاریخ
ہمیشہ کے لیے

(10)

جب کھڑا کیا تھا استاد نے
اسے بنچ پر
وہ سب پیدا نہیں ہوئے تھے
جو مارے گئے اس کی شرمندگی کے ہاتھوں
پلتی رہی اک آگ
تیس سال تک
اس کے سینے میں
اور گھس گیا ایک دن
وہ ان کی کلاس میں
اور ایک ایک کر کے ختم کر دیں
سب بچوں کی تمسخرانہ مسکراہٹیں

لے لیا اپنی ذلت کا انتقام
بے رحم دنیا سے

(11)

جا رہی تھی اس کی بیوی کی دوست
ملک سے باہر
ملنا ضروری تھا
بلائے جا رہی تھی کب سے
اسے چلنے کے لیے
بغیر پڑھے دینا پڑے
اسے، اوسط نمبر آخری جوابی کاپی کے
اور باندھ دیا اس نے بنڈل
نہیں مل سکا کسی یونیورسٹی میں داخلہ
مستقبل کے عظیم سائنسداں کو
نہیں ہو سکی وہ عظیم ایجاد
جو بدل دیتی ہماری قوم کی تقدیر

(12)

ہو جاتا تو ضرور ہوگا اس نے

کیلے کا چھلکا گلی میں پھینکنے سے پہلے
میری قسمت کے بارے میں
پہنچ گئی میں ہسپتال
کھو بیٹھی اپنی ملازمت
بند ہو گئے ترقی کے دروازے
روٹھ گئی خوشحالی
نہ بن سکے میرے بچے
جو بننا تھا انھیں
اور ان کے بچے
سوچا تو ضرور ہو گا اس نے
کیلے کا چھلکا گلی میں پھینکنے سے پہلے

پیچھے مڑ کر مت دیکھو

کتنی بار کہیں
پیچھے مڑ کر مت دیکھو
بیس برس پیچھے

مت یاد کرو
ضرورت سے زیادہ کپڑوں کی پاکیزگی
جو بے حجاب لڑکیوں کو دیکھتے ہوئے
تم پر تھوپی گئی۔

مت یاد کرو
گلدستوں کے رنگ
جو بے سلیقہ لڑکیوں کو دیکھتے ہوئے

تمھارے دروازے پر آ کر لوٹ گئے۔

مت یاد کرو
زنجیروں کا بوجھ
جو بے صبر لڑکیوں کہ دیکھتے ہوئے
تم پر ڈالا گیا۔

مت یاد کرو
خوبصورت گیت
جو بے ہنر لڑکیوں کو دیکھتے ہوئے
بیچ ہی میں روک دیے گئے۔

پیچھے مڑ کر مت دیکھو
ہم جیسی بے حجاب، بے سلیقہ، بے صبر، بے ہنر
لڑکیوں کی طرف

اور کرنا شروع کرو
پاکیزگی سے پرہیز
پھولوں سے آرائش

زنجیروں کا توڑ
اور گیتوں کی مشق

ہماری خاموشی، تمھاری داستانیں

ہماری خاموشی اور تمھاری داستانوں کے درمیان
اک گہرا ربط ہے

تم نے سنائیں ہمیں پریوں کی کہانیاں
ہم نے بنالی اک جادو بھری کوٹھری

تم نے سنائیں ہمیں عشقیہ داستانیں
ہم نے اپنالیا محبت میں مٹ جانے کا اصول

تم نے سنائے ہمیں اچھی بیویوں اور ماؤں کے قصے
ہم نے بنالیا اپنے خون سے اک گھر

تم نے سنائے ہمیں وطن کے لیے قربانیوں کے افسانے
ہم نے ترجیح دی پردیس کی شاہراہوں پر اپنی تنگ گلی کو

تم نے سنائیں ہمیں عظیم اموات کی حکایتیں
ہم نے انتظام کرلیا اک باعزت موت کا

ہم خاموش لوگوں کو کبھی کسی نے یاد نہ کیا
اور تم رہے مقبول اپنی داستانوں کے ساتھ
بدنما حقیقتوں کے درمیان
نفرتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے
بغیر کسی گھر کے
پردیس کی شاہراہوں میں
ایک گمنام موت مرجانے کے لیے۔

لیکن ہمیشہ رہے گا
ہماری خاموشی اور تمھاری داستانوں کے درمیان
ایک گہرا ربط
جو تمھیں نہیں معلوم

میری زندگی کا شیزوفرینیا

میری زندگی کا شیزوفرینیا
مجھے مسلسل ایک جیسی زندگی گزارنے نہیں دیتا
ایک ایسی زندگی
جس میں میں چاہوں تو
لوگوں کو جوتے کی نوک پر رکھوں
سب سے ملنا چھوڑ دوں
سچ بول بول کر لوگوں سے تعلقات توڑ لوں
نظموں کی برسات میں بیٹھی بھیگتی رہوں

لیکن افسوس
میری زندگی کا شیزوفرینیا
ناقابلِ یقین انداز سے

غائب کر دیتا ہے
ہر لمحے میں چھپی بے شمار نظمیں
اور مجبور کر دیتا ہے مجھے
اپنی کہی باتوں پر شرمندہ ہونے کے لیے
ایک طویل بے حد طویل عرصے تک کے لیے
حتیٰ کہ ناامیدی قدم اکھاڑنے کے قریب ہوتی ہے
تو مجھے بچانے کے لیے
زندگی لے لیتی ہے
ایک شیزوفرینک کروٹ

میں بالکل ٹھیک ہوں

تمھارا فون آتا ہے
اور میں کسی ضروری کام کی مصروفیت کو چھوڑ کر
فون اٹھاتی ہوں
تم پوچھتے ہو کیسی ہو؟
میں کہتی ہوں بالکل ٹھیک
میں پوچھتی ہوں تم کیسے ہو؟
تم ایک نئے قصے کا آغاز کرتے ہو
تفصیلات کے ساتھ
اپنی زندگی کے نئے حقائق سے پردے اٹھاتے ہو
بیوی بچوں کے اہم مسائل پر بات کرتے ہو
پرانے دوستوں کو یاد کرتے ہو
نئے منصوبوں کا تذکرہ کرتے ہو

جو تمھاری بگڑی ہوئی زندگی کو ٹھیک کردیں گے
میں تمھاری ہاں میں ہاں ملاتی ہوں
سچے دل سے تمھیں تسلی دیتی ہوں
اور خدا حافظ کے بعد اپنی مصروفیت کو
وہیں سے شروع کرتی ہوں
جہاں تم نے اسے روکا تھا

اور پھر کسی دن
تھوڑی زیادہ فرصت سے
میں تمھیں فون کرتی ہوں
تم پوچھتے ہو کیسی ہو؟
میں کہتی ہوں بالکل ٹھیک
میں پوچھتی ہوں تم کیسے ہو؟
تم ایک نئے قصے کا آغاز کرتے ہو
تفصیلات کے ساتھ

میں تمھاری موت پر رو سکتی تھی

ہماری بیٹریاں
انسانی جسموں کی طرح
اک سائنسی اصول کے مطابق کام کرتی ہیں
جب وہ نئی ہوتی ہیں
تھوڑی دیر کے ریچارج پر قوت سے بھر جاتی ہیں
پرانی ہونے پر انھیں لمبے ریچارج کی ضرورت ہوتی ہے
اور ایک وقت آتا ہے
جب کوئی ریچارج انھیں زندہ نہیں کر سکتا

اگر ہم بیٹریوں کو ریچارج کرنا بھول جائیں
تو اہم کاموں میں رکاوٹ پڑ سکتی ہے

اگر تم نے مجھے ریچارج کرلیا ہوتا
تو میں تمھاری موت پر رو سکتی تھی

نظموں کے لیے ایک سباٹیکل

آپ کا کام خاصا توجہ طلب ہے
ہفتے میں اٹھارہ گھنٹے پڑھانا
باقی تیس گھنٹوں میں
دنیا کے مشہور شاعروں اور ادیبوں پر
تحقیق کرنا اور کروانا
کانفرنسوں میں جانا
سیمینار کروانا
پینلز میں شامل ہونا
بین الاقوامی جریدوں کے لیے مضامین لکھنا
اور آپ کو تنخواہ کے علاوہ ملے گا
ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں ایک کیوبکل
ہفتے میں ایک دن کی رخصت

اور سال میں دس اتفاقی، دس بیماری کی، اور دس استحقاقی رخصتیں
اور پانچ سال کے بعد آپ چاہیں تو درخواست دیں
ایک سائیکل کی
یہ ہے ہمارا پیکیج

یہ میرے لیے کچھ ٹھیک نہیں ہے
آپ ایسا کریں مجھے دے دیں
ملازمت شروع ہوتے ہی
نظمیں لکھنے کے لیے ایک سائیکل

آج کے دن

آج کے دن کوئی سستی نہیں کی جاسکتی
کپڑے بکھرے پڑے ہیں
فرنیچر پر دھول جم گئی ہے
کھانے کی میز کتابوں سے بھر گئی ہے
فرج میں کھانا ختم ہو چکا ہے
دفتر سے جتنی چھٹیاں کرسکتی تھیں کر چکی ہو
مزید چھٹی کی تو تنخواہ کٹ جائے گی
کپڑوں کو الماری میں رکھو
فرنیچر صاف کرو
ہر طرف بکھری کتابوں کو ان کی جگہوں پر رکھو
فرج کو کھانوں سے بھرو
اور دفتر کی تیاری کرو
آج کے دن نظموں کو چھٹی دے دو

جھک نہیں سکتی

ندیدی بچی ہے
مگر جھک نہیں سکتی
ماں کی نظروں سے مجبور
اٹھا کر نہیں کھائے گی
آپ کے ہاتھوں سے گرے
چپس کے ٹکڑے

پیار کرتی ہے
مگر جھک نہیں سکتی
عزت سے مجبور
آپ کے تقاضوں پر
چھوڑ دے گی آپ کو

ہمیشہ کے لیے

اچھی بیوی ہے
مگر جھک نہیں سکتی
بچوں سے مجبور
چھین لے گی واپس آپ سے
اپنے چرائے ہوئے پیسے

دعائیں دیتی ہے
مگر جھک نہیں سکتی
خودداری سے مجبور
چلی جائے گی
آپ کے گھر سے
فٹ پاتھوں پر رہنے

ٹھیک لگتی ہے
مگر جھک نہیں سکتی
کمر درد سے مجبور
اٹھا کر

زمین پر پڑے
بھیک کے پیسے

یہ نامناسب ہے

وہ گول مٹول ہے
سانولا سا ہے
نقوش پیارے ہیں
تین سال کا ہے
بڑی بڑی آنکھوں سے
بغیر خوف کھائے
مجھے دیکھتا ہے
ندیدہ بھی نہیں
میری دی ہوئی
کھانے کی چیزیں
آدھی کھاتا ہے
اس کے کپڑے بھی

صاف ستھرے ہیں
جوتے بھی ٹھیک ہیں
پراعتماد ہے
جیسے کہ اسے
بہت پیار ملا ہے
صوفے پر ٹیک لگائے
ایسے بیٹھا ہے
جیسے کہ ایسے صوفوں پر
روز بیٹھتا ہو

بہت دنوں سے
میں نے کسی بچے کو
گود میں نہیں اٹھایا
اک شدید خواہش
میرے اندر اٹھتی ہے
اسے گود میں لے کر
بے تحاشہ پیار کرنے کی

لیکن میں خود کو روک لیتی ہوں

ایسا نہیں ہے
کہ وہ ایسا کرنے سے
گھبرا کر رونے لگے گا

بلکہ ایسا ہے
کہ ایک نوکرانی کے بچے کو
گود میں لے کر بے تحاشہ پیار کرنا
نامناسب ہے

مفت ایس ایم ایس، مفت محبتیں

موبائل کے کی پیڈ پر متحرک
اس کی انگلیوں میں بجلی بھری ہے
اس نے احتیاط سے ڈھونڈ کر
وہ سروس پیکیج لیا ہے
جس میں بے شمار ایس ایم ایس مفت ملے ہیں

اب وہ بھیج سکے گی
جتنے چاہے گی اتنے پیغامات
اپنے دوستوں کو
ان کی خوشیوں پر
اور غموں پر
جب کچھ دنوں کے لیے

اسے رہنا پڑے گا
آپریشن کے بعد بستر سے لگی
اپنی ماں کے پاس

میرے کرداروں کا گروہ

وہ مجھ پر بے حساب ظلم کرتے ہیں
ایک کے بعد ایک وہ نظر آتے ہیں
میرے آس پاس
اور اجاڑ دیتے ہیں میرے دل کا چین
مجبور کر دیتے ہیں
مجھے دن رات محنت کرنے پر

ان کے ساتھ زندگی خطرناک ہوتی ہے
کوئی فرج کو کھلا چھوڑ دیتا ہے
کوئی دودھ کو ابال کر بجھا دیتا ہے
گیس کا کھلا ہوا چولہا
کوئی رات کو دروازے میں تالا لگانا بھلا دیتا ہے

کوئی گھس آتا ہے کار میں
ڈرائیونگ سیٹ کے برابر
اور تیز ٹریفک سے میرا دھیان بٹاتا ہے
کوئی طالب علم کا روپ دھار کر
میری کلاس کے دوران خلل ڈالتا ہے
علمی گفتگو کا سلسلہ توڑنے کے لیے
کوئی شکلیں بنا بنا کر
مجھے ہنسانے کی کوشش کرتا ہے۔

میری نظموں کے کردار
یہ سب کرتے ہیں
تا کہ میں کوئی پاگل نظر آؤں
اچھوت بن جاؤں
یا کسی حادثے میں مر ہی جاؤں
ان سب کے ساتھ زندگی خطرناک ہے
اب جبکہ میں نے آج صبح ہی صبح
تمھیں ڈانٹا ہے
اور تم شاید روتے رہے ہو
لگتا ہے کہ تم بھی ان کے گروہ میں
شامل ہونے کو تیار ہو

کون ہو گا میرے سرہانے

میری موت پر
تم ہو گے میرے سرہانے
یا وہ
یا کوئی اور
جو ابھی میرے پاس نہیں ہے
یا کوئی بھی نہیں
ایک دہشت ہے دل میں
جو مجبور رکھتی ہے
مجھے ہر صبح تیز واک کرنے پر
زندہ رہنے پر

یاد رکھنا میری موت پر

پلیز یاد رکھنا
میری موت پر
اسے مت آنے دینا
اسے میں نے بہت پہلے گھر سے نکال دیا تھا
اور اسے بھی نہیں
اسے تم نے زبردستی میرے ساتھ رکھا ہوا ہے
اور اسے بھی نہیں
اس کے بارے میں مجھے معلوم نہیں ہے
وہ زندہ ہے بھی یا نہیں
بس اک تم باقی ہو
تم چاہو تو آ سکتے ہو
اور اس سے کہہ دینا

یاد رکھنا میری موت پر

پلیز یاد رکھنا
میری موت پر
اسے مت آنے دینا
اسے میں نے بہت پہلے گھر سے نکال دیا تھا
اور اسے بھی نہیں
اسے تم نے زبردستی میرے ساتھ رکھا ہوا ہے
اور اسے بھی نہیں
اس کے بارے میں مجھے معلوم نہیں ہے
وہ زندہ ہے بھی یا نہیں
بس اک تم باقی ہو
تم چاہو تو آ سکتے ہو
اور اس سے کہہ دینا

وہ ضرور آئے
میں اس کے بغیر مر نہیں سکوں گی

پوری زندگی کی خرابی کے بعد

وہ فون کرتے ہیں
مجھے بتانے کے لیے
کہ تم مجھ سے زیادہ کسی اور کو پسند کرتی ہو
کہ تم مجھے بہترین نہیں سمجھتیں
اس کام میں
جس کے لیے میں اپنی قربانیوں کو یاد کر کے اکثر روتی ہوں
اور اپنے لیے دوسروں کی قربانیوں کو یاد کر کے
احساسِ جرم میں مبتلا رہتی ہوں

گفتگو کے فون پر ہونے کی وجہ سے
مجھے مسکرانے سے بڑھ کر
ہنسنا پڑتا ہے

تا کہ وہ سمجھ لیں
کہ مجھے ان کی یا تمھاری کچھ زیادہ پروا نہیں ہے
نہ ہی ان کی جو بہترین ہیں
اور نہ ہی بہترین ہونے کی

پھر بھی ان کا فون
میرا ایک دن تو خراب کر ہی دیتا ہے
پوری زندگی کی خرابی کے بعد

ایک لنگر بھوکے کووں کے لیے

ہمارے قائدین کے نام سے منسوب
شارع قائدین
شہر کی بیشتر بڑی سڑکوں کی طرح
سعودی شاہ فیصل کے نام سے منسوب
سب سے بڑی شاہراہ سے جاملتی ہے۔

ایک زمانہ پہلے
شارع قائدین کے آخری چوراہے پر
خوبصورت ڈیزائن میں
اللہ بنایا گیا تھا
اور سب اس کو اللہ والا چورنگی کہنے لگے
یہ اسی زمانے کی بات ہے

جب خدا کو بھی اللہ میں بدلا گیا تھا۔

اب اللہ پر پیپسی کے رنگ چڑھا دیے گئے ہیں
اور اس کے آس پاس
کچھ بھوکے کوے ہر وقت موجود نظر آتے ہیں

یہاں سے بہت قریب
طارق روڈ کا گنجان بازار ہے
جہاں لوگ کپڑوں، جوتوں اور زیورات کی
تمام اقسام خرید سکتے ہیں۔

ہم جنھوں نے خدا کو خدا کہنے کا فیصلہ کیا ہے
اور پیپسی نہیں پیتے
اور کپڑوں، جوتوں اور زیورات کی
بہت کم قسموں کے نام جانتے ہیں
ارادہ رکھتے ہیں
یہاں لنگر کھولنے کا
شہر کے تمام بھوکے کووں کے لیے
تا کہ وہ بنا سکیں یہاں
کوے والا چورنگی

میرا کھویا ہوا چشمہ

سوچا ہے میں نے
آج فرصت ہے
اگر مل جائے مجھے آج
میرا کھویا ہوا چشمہ
تو پڑھوں میں وہ بہت پرانے خطوط
جو تم نے مجھے اور میں نے تمھیں لکھے تھے
اور تم نے میرے خطوط محفوظ رکھے
اور میں نے تمھارے
اور ملنے کے بعد
فرصت کے ایک دن
میں نے انھیں ملا دیا
اور تاریخ کے حساب سے ترتیب دے کر رکھا

اور سوچا کہ ایک دن میں انھیں ترتیب سے پڑھ کر
بناؤں گی ایک محبت بھری کہانی

اگر مل جائے مجھے آج
میرا کھویا ہوا چشمہ
تو پڑھوں میں یہ خطوط
اور دیکھوں بین السطور
محبت کی کہانی ہے بھی یا نہیں
اور اگر ہے
تو محبت کو چھان کر نکالنے کے بعد
جو کچھ بچتا ہے
وہ محبت سے زیادہ ہے یا کم
اور ذہن پر زور دے کر یاد کروں
کہ تاریخوں کے درمیان لمبے وقفے کیا کہتے ہیں
اور پہلی بات کیا ہے
اور آخری بات کیا ہے
اگر مل جائے مجھے آج
میرا کھویا ہوا چشمہ

کہیں ایسا تو نہیں
چھپا دیا ہے تم نے
کسی خفیہ جگہ
میرا کھویا ہوا چشمہ

چہرے اور نام کا تعلق

دوسری ملاقات میں
جب بھول گئی میں
بہت تھوڑی سی دیر کو
تمھارے چہرے اور نام کا تعلق
وہی وقفہ تھا
تمھیں ہمیشہ کے لیے کھو دینے کا
اور اگلی ملاقاتوں میں تمھاری نفرت کا
اور آخر میں تمھارے دشمنی پر اتر آنے کا

تم نے یاد دلا دیے مجھے
وہ بہت سارے لوگ
جو بھول گئے تھے

بس تھوڑی سی دیر کو
میرے چہرے اور نام کا تعلق
دوسری ملاقات میں
اور کھو دیا انھوں نے مجھے
ہمیشہ کے لیے
مگر کوئی پروا نہیں تھی انھیں اس بات کی
یا میری دشمنی کی
بالکل ایسے ہی
جیسے نہیں ہے کوئی پروا مجھے تمھیں کھونے کی
یا تمھاری دشمنی کی

ایک مختصر ای میل

یہ جو یاد کیا ہے تم نے مجھے
ایک زمانے کے بعد
اور ڈھونڈ لیا ہے مجھے گوگل سے
اور فیس بک پر
تو کیوں یاد نہیں آ رہی مجھے
غصے کی وہ آگ
اور اس میں جلنے کی تڑپ
اور وہ ارادے
ہمیشہ کے لیے اجنبی بن جانے کے
اور وہ مسلسل تصور ایک عرصے تک
اجنبی بن کر تمھارے برابر سے گزر جانے کا
یہ جانتے ہوئے کہ تم پہچان رہے ہو مجھے

میرا واحد ممکن انتقام

آج میں خوش ہوں
کہ تم نے محض دوستی کی خاطر
اپنی دنیا کو الجھنے نہیں دیا
اور بن گئے وہ جو تمھیں بننا چاہیے تھا
اور جسے میں لکھ سکتی ہوں
ایک مختصر ای میل میں مختصر سی باتیں
یہی کہ بہت خوشی ہوئی یہ جان کر
کہ اتنی ترقی کی ہے تم نے
اور خوش ہے تمھارا خاندان تم سے

ہماری گلوبلائزڈ زندگی

(1)

روز روز جاتے ہو تم

گھر سے دور، دوروں پر

مگر زیادہ دنوں کے لیے مت جانا

یاد آنے لگے گا مجھے

اپنے ٹوتھ برش کے ساتھ

تمھارے ٹوتھ برش کو دھونا

(2)

تو یاد رہے گا نا تمھیں

دھوبی سے کپڑے پورے گن کر لینا

الیکٹرک کیتیلی میں چائے کے لیے پانی نشان سے کم مت رکھنا

شیمپو کی بوتل کو استعمال کے بعد بند ضرور کرنا

رات کو غیر ضروری بتیاں ضرور بجھا دینا

اور دروازہ بھی بند کر دینا

اور میرا فون اٹھا لینا

اور کال مس ہو جائے تو جلدی کال کر لینا

منسٹر صاحب کے تھنک ٹینک کی میٹنگ تو اس بار ایک ہفتہ چلے گی

لگتا ہے آئی ایم ایف کا دباؤ کچھ زیادہ ہی بڑھ گیا ہے

(3)

کام کچھ زیادہ ہی جمع ہو گئے ہیں

نیا مہینہ بھی شروع ہو گیا ہے

آج تو بنانا ہی پڑے گی کاموں کی فہرست

(1) رات لکھی گئی نظم کو رف ڈائری سے نوٹ بک میں اتارنا

(2) نیویارک میں رات ہونے سے پہلے بچوں کو ٹیلیفون کرنا

(3) گیزر کے لیے پلمبر کو فون کرنا

(4) سٹی بینک میں کریڈٹ کارڈ کا بل دینا

(5) سودے کی فہرست بنانا، دکاندار کو دینا

(6) نئے کورس کی آؤٹ لائن بنانا

(7) ریڈرز کلب میں پیش کرنے کے لیے لائبریری سے کتاب لینا

(8) شاپنگ مال سے ہیئر کلر اور میک اپ کا سامان خریدنا

(9) چھٹی کے دن دعوت کے لیے نوکروں کو ہدایات دینا

(10) ڈنر کے بعد ایرانی فلم دیکھنا

(11) رات کو سونے سے پہلے نظم لکھنا

(12) سونے کے دوران ایک خواب دیکھنا

جس میں ہر رات کی طرح دھند میں چھپا ایک ہیولا ہو

بدکرداری سے نفرت کے باعث

وہ تیرہ سال کی ہے
اور سب کو بتاتی ہے
کہ اپنے ماموں زاد کے ساتھ
اندھیری کوٹھری میں ملا کرتی ہے

وہ چودہ سال کی ہے
اور دو لڑکوں کو چھوڑنے کے بعد
اب ڈرائیور کے سولہ سالہ بیٹے کے ساتھ
بھاگ نکلنے کا منصوبہ بنا رہی ہے

وہ پندرہ سال کی ہے
اور شوہر سے ہر روز مار کھانے کے باوجود

پیٹ سے ہے

وہ چالیس سال کی ہے
اور تینوں نوکرانیوں کی بدکرداری سے
نفرت کے باعث
انھیں بغیر تنخواہ دیے
نوکری سے نکال چکی ہے

وہ پچیس فی صد

اس کے پاس کیا نہیں ہے
دولت
عزت
حسن
وہ آپ کو مل سکتا ہے
مگر صرف پچیس فی صد
اس سے پہلے کہ وہ آپ کو
سو فی صد حاصل کرنے کا خیال ترک کر دے
اسے پکڑ لیجئے
وہ پچیس فی صد آپ کے سو فی صد سے بہت زیادہ ہے

طلسماتی محل میں

جب اس نے چونچیں مار کر
لوگوں کی انگلیاں کاٹ لیں
وہ سمجھ گئی
کسی دیو نے اپنی جان اس طوطے میں ڈال رکھی ہے

طوطے کو روٹی کھلانے میں اسے ڈر لگا
مگر اس نے طوطے کی گردن نہیں مروڑی
واضح بات تھی
طوطے کے ساتھ ہی اس کا طلسماتی محل بھی غائب ہو جاتا
جہاں اسے مزے سے تھوڑا سا کام کر کے
تین تین دفعہ کھانا ملتا تھا

مگر جب بڑے بابو نے
اسے اکیلے میں گود میں بٹھانا شروع کیا
وہ سمجھ گئی
دیو کون ہے اور طوطے میں کس کی جان چھپی ہے

افسوس کہ طوطے کی گردن مروڑنے سے
دیو کی گردن نہیں ٹوٹی
اور اس کا طلسماتی محل غائب ہو گیا

سارا انتظام

انھیں کوئی اعتراض نہیں
اگر ڈرائیور اور اس کی بیوی بدل گئے ہیں
بس سارا انتظام ویسا ہی رہنا چاہیے جیسے پہلے تھا
صاحب کو باہر لے جاتے ہوئے
ڈرائیور اپنی بیوی کو ان کے پاس چھوڑ جائے
سارے کاموں کے لیے
وہ کوئی بھی کام اپنے ہاتھ سے نہیں کرنا چاہتیں
حتیٰ کہ نہانا بھی نہیں
ڈرائیور کی بیوی کو (جو بھی اس کا نام ہو)
انھیں نہلانا ہوگا
باتھ ٹب میں
اس طرح جیسے کہ وہ کوئی اپاہج ہوں

شیمپو، باتھنگ جیل اور صابن سے مل مل کر
بہتر ہوگا وہ خود بھی ساتھ ہی نہا لے
پھر تولیہ سے ان کا جسم خشک کر کے
لگانا ہوگا ان کے
اور اپنے بھی
خشکی سے بچاؤ کا باڈی لوشن
ایک اچھی مالش کے لیے
پھر پہنانا ہوں گے انھیں کلف لگے کپڑے
یا اس سے پہلے
کلف لگے کپڑے ملگجا نے سے بچانے کے لیے
وہ دونوں ڈبل بیڈ پر
پیر پھیلائے پڑی رہ سکتی ہیں
پورے دن کے لیے
بغیر انتظار کیے
صاحب اور ڈرائیور کی واپسی کا
جو آدھی رات سے پہلے تو کیا ہی ہو گی

تصویریں بدل رہی ہیں

کتاب ایک ہی ہے
اور سبق بھی ایک ہی
صفحے پر تصویریں بدل رہی ہیں

جاننے والوں میں سے
وہ کسی کی ناک بدل دیتی ہے
کسی کی آنکھیں
کسی کے ہونٹ

جنھیں جانتی نہیں ہے
ان کی تصویریں
ویسی ہی رہنے دیتی ہے جیسی وہ ہیں

وہ پہلے ہی بے حد خوبصورت ہیں

کتاب کے صفحے سے
وہ اسے اشارے کر رہے ہیں
جن کے مطلب وہ بخوبی سمجھتی ہے

بہت محنت کر کے
جب وہ صفحہ پلٹ سکے گی
وہ بھی اگلے صفحے پر پلٹ جائیں گے

اور کتاب پر ہی کیا منحصر ہے
وہ اگر نظریں اٹھائے
تو سامنے دیوار پر بھی وہی موجود ہوں گے
زیادہ واضح تصویروں میں
اور بڑی جگہ پر
زیادہ اچھے پوز بنائے

روشن خوابوں کوتاعمر رکھیں روشن

ایک بہت چھوٹے فلیٹ کے
بہت چھوٹے کمرے کے
بہت گہرے اندھیرے کے
بہت روشن خوابوں میں
وہ بہت طویل عرصے تک بنی رہیں
عریاں اور نیم عریاں تصویروں کی ماڈل
بہت سارے اچھے فنکاروں کے سامنے
جو سب کے سب خود بھی تھے
لازوال حسن کے شاہکار

بہت روشن خوابوں میں
لازوال حسن کے شاہکار فنکاروں کے سامنے

انھوں نے ہر زاویے سے تصویریں بنوائیں
اور ہر طرح سے خوش کیا
لازوال حسن کے شاہکار فنکاروں کو
اور اپنے آپ کو

مگر اب ان کا جسم بھدا ہو چلا ہے
بہت زیادہ
اور جھریاں بھی ہو گئی ہیں نمایاں
بہت زیادہ
تو جان ڈال دی ہے انھوں نے
ایک لازوال گڑیا میں
اور کھڑا کر دیا ہے اسے
عریاں اور نیم عریاں تصویروں کی ماڈل بنا کر
لازوال حسن کے شاہکار
فنکاروں کے سامنے
وہ کرتی ہے ماڈلنگ
ان سے کہیں زیادہ بہتر
اور خوش کرتی ہے
لازوال حسن کے شاہکار فنکاروں کو

اور اپنی خالق کو
اور اپنے آپ کو
ان سے کہیں بڑھ کر

ان کی کوشش ہے
بہت چھوٹے فلیٹ کے
بہت چھوٹے کمرے کے
بہت گہرے اندھیرے کے
بہت روشن خوابوں کو
تا عمر رکھیں روشن

اگر میں ہوں خوش نصیب

نکل گیا بچ کر
بہت خوش نصیب تھا
حیرت ہوتی ہے
مجھے اس کی جرات پر
یا حماقت کہیے
بھوک، پیاس یا اندھیرا
وجہ کوئی بھی ہو
میرے سامنے آنے کا مطلب تھا
یقینی موت
ایسی جرات کو بھی حماقت کہیں گے
اور لاعلمی کو اس سے بڑی حماقت
پھر بھی نکل گیا بچ کر

بہت خوش نصیب تھا

اگر کوئی بتا دے

میرے ہاتھ کی لکیروں سے

کہ میں بھی ہو سکتی ہوں

اس لال بیگ کی طرح خوش نصیب

تو بھوک، پیاس اور اندھیرے کو گھٹا نے

کرنے کو تیار ہو جاؤں گی میں بھی

ان کا سامنا

ہماری خوبصورت بدقسمتی

کتنا اچھا لگتا ہوگا تمھیں

بہت ساری فلیش لائٹوں کے سامنے

ساتھ میں ایک ساتھی بھی

اور ساری خوش قسمتی

اس سب کے لیے

تم نے کوئی خاص محنت بھی تو نہیں کی

لگتا ہے مل گیا ہے تمھیں سب کچھ

تمھاری شاندار قسمت سے

پلیٹ میں رکھا

پہلے دن سے

اور ہمیں دیکھو

ہم ہر لحاظ سے تم سے بہتر تھے
مگر اس مقام کے لیے
ہم نے کیا نہیں کیا ہے
ہم نے برباد کیا ہے اپنے آپ کو
اور کتنے دوسرے لوگوں کو
اور حاصل کیا ہوا
تمھاری قسمت کا عشرِ عشیر بھی نہیں

اکثر راتوں کو جاگتے ہوئے
ہم غور کرتے ہیں
اور افسوس کرتے ہیں
پھر ارادہ باندھتے ہیں
تم سے ملیں
تم سے کچھ سیکھیں
اور ملتے ہیں تم سے
مگر ایک ہی ملاقات میں
بیزار ہو جاتے ہیں
اور لوٹ جاتے ہیں
اپنی خوبصورت بدقسمتی کی طرف

جو مجھے کچھ نہ کہے

بناؤں میں ایک گھر
کافی بڑا سا
رکھوں ایک کمرہ اس میں
کافی بڑا سا
بناؤں چاروں طرف اس میں
چھت سے لگی خوبصورت الماریاں
خریدوں بہت سی کتابیں
اور بھر دوں ساری الماریوں کو
اور بند کرلوں اپنے آپ کو
بہت سالوں کے لیے
اسی کمرے میں
اگر وقت کو میں لے جا سکوں

تیس سال پیچھے
اور شادی کر سکوں
ایک امیر آدمی سے
جو میرے گھر، میرے کمرے، میری الماریوں اور میری کتابوں کو
اور مجھے
کچھ نہ کہے

جو کچھ میں لکھتی ہوں

جو کچھ میں لکھتی ہوں
وہ کبھی نہیں پڑھیں گے
انھیں پڑھنا نہیں آتا

وہ بھی نہیں پڑھیں گے
انھیں پڑھنے کا شوق نہیں ہے

وہ بھی نہیں پڑھیں گے
ان کی سمجھ میں شاعری نہیں آتی

وہ بھی نہیں پڑھیں گے
ان کے پاس شاعری کے لیے وقت نہیں ہے

تم بھی نہیں پڑھو گے
کیونکہ تم سب کچھ پہلے ہی سن چکے ہو

اور میں بھی نہیں پڑھوں گی
کیونکہ مجھے لکھنے سے فرصت نہیں ہے

توڑ نہیں سکتی سلسلہ

کتنی شدید خواہش ہے
مجھے وہ سب پڑھ لینے کی
جو تم نے، تم نے اور تم نے لکھا ہے
اور وہ سب بھی
جو دوسروں نے تمھارے بارے میں لکھا ہے
اور باتیں کرنے کی اس سب کے بارے میں
محفلوں میں بیٹھ کر
اگر ایک زندگی اور مل جائے
تو میں یہ کروں
اس زندگی میں تو توڑ نہیں سکتی ہوں
سلسلہ اپنی نظموں کا

وہ ٹھک ٹھک کرنے آجاتے ہیں

ان میں بچے بھی ہیں
بہت چھوٹے بھی
ہٹے کٹے جوان بھی
عورتیں اور مرد
بوڑھے اور بہت بوڑھے بھی
گہری لپ اسٹک لگائے زنخے بھی
اور اپاہج بھی
لولے، لنگڑے یا نابینا
وہ ٹھک ٹھک کرنے آجاتے ہیں
میری بند گاڑی کے شیشوں پر
اور خلل ڈال دیتے ہیں
میری سوچ یا گفتگو میں

دل کاٹ کر رکھ دیتے ہیں ۔
بہت چھوٹے بچے، بہت بوڑھے اور اپاہج
غصہ دلاتے ہیں
ہٹے کٹے جوان اور زنخے
پانی پانی کر دیتے ہیں
سب کے سب
اگر کوئی غیر ملکی گاڑی میں میرے ساتھ ہو
انتظار کرتی ہوں میں بے چینی سے
سگنل کھلنے کا
فیصلہ تو نہیں کیا ہے
کسی کو کچھ نہ دینے کا
مگر مشکل بات ہے
چیزوں سے بھرے پرس سے
تھوڑے وقت میں
سکے یا کم قیمت نوٹ ڈھونڈ کر نکالنا

ٹوٹ جاتی ہے مکمل خاموشی

وہ آجاتے ہیں
ہر دو چار دن کے بعد
ہم خوش ہو جاتے ہیں
شراب نکالتے ہیں
اچھے والے گلاس نکالتے ہیں
میز پر کھانے کی چیزیں سجاتے ہیں
تم سب کے لیے شراب کے گلاس بناتے ہو
میں بھی کبھی کبھی پی لیتی ہوں
ہم سب کو موقع ملتا ہے
دانشورانہ گفتگو کرنے کا
تم پھر میرے علاوہ سب کے لیے شراب کے گلاس بناتے ہو
بالآخر میرے علاوہ سب پر

تھوڑا یا زیادہ سرور طاری ہو جاتا ہے
خاص طور پر تم پر
شروع ہو جاتی ہیں
تمھاری سرور اور مزاح میں ڈوبی ہوئی کہانیاں
سب بشمول میرے مسکراتے ہیں
کبھی ہنستے ہیں اور کبھی قہقہے لگاتے ہیں
پھر سب کو نیند آنے لگتی ہے
اور نہ چاہتے ہوئے بھی
محفل برخاست کرنا پڑتی ہے
تمھیں سونے میں ایک لمحہ بھی مشکل سے لگتا ہے
اور چھا جاتی ہے ہمارے گھر میں
مکمل خاموشی
جو چلتی رہتی ہے
دو چار دن تک
پھر وہ آ جاتے ہیں
اور ٹوٹ جاتی ہے
ہمارے گھر کی
مکمل خاموشی

اسے ملی رہے فرصت

وہ امتحان دے رہے تھے
اور مجھے فرصت تھی
میں جانتی تھی
ان میں سے ایک ایک کو
بہت اچھی طرح
اور یہ کہ
کون اس امتحان میں
کیا کرنے کے قابل ہے
اور یہ بھی کہ
کون کامیاب ہوگا اور کون ناکام
یقینی بات ہے
کہ ان کا انجام

اس سے مختلف ہو ہی نہیں سکتا
جو میں نے سوچا ہے
اگر وہ مجبور نہ بھی ہوتے یہ امتحان دینے پر
میں لکھ سکتی تھی ان کا انجام

پھر کیوں ڈالا ہوا ہے
خدا نے مجھے
اس امتحان میں
کیا اسی لیے کہ اسے ملی رہے فرصت
جب تک جاری رہے
میرا امتحان

پانچویں جماعت کی کتاب سے اقتباس

وہ اکیسویں صدی کا نصف آخر تھا
جب غائب ہونے لگے تھے زمین سے جاندار
تیز رفتاری سے
بڑھ گئی تھی انسانوں کی آبادی اس حد تک
کہ انھوں نے بنائے مصنوعی انسان
تا کہ ان کے ذریعے فتح کر سکیں
دوسرے سیاروں کو
اور آباد کر سکیں انھیں زمین سے انسانوں کو بھیج کر
ہم بھی اسی زمانے میں یہاں آ کر آباد ہوئے

انسانوں کے لیے فتوحات کے بعد
اٹھ کھڑے ہوئے مصنوعی انسان

اور مطالبہ کیا انھوں نے اصلی انسانوں سے
ان کی زندگی کو چار سال سے چھ سال تک بڑھانے کا
مگر کچھ نہ کر سکے مہلت کی کمی کے باعث
سوائے اپنے خالقوں کو موت کے گھاٹ اتارنے
اور پھر خود مر جانے کے

سو سال گزر چکے ہیں
تب سے غیر قانونی ہے ہمارے سیارے پر
مصنوعی انسانوں کی تخلیق اور غلامی
البتہ ان کی قبریں آج بھی موجود ہیں
ہمارے شہروں کی فلک بوس عمارتوں کے نیچے [1]

1۔ انگریزی فلم The Blade Runner سے متاثر ہو کر۔

کدھر اڑا جا رہا ہے سرکش پرندہ

اڑ گیا تھا پرندہ دیوار سے
وقت پر لوٹ آنے کا وعدہ کر کے
مگر کر دی دیر
کہاں رہ گئے تھے
پوچھا میں نے
کیوں آتے ہو دیر سے واپس
مجھے پریشان کرنے کے لیے
ہنسنے لگا پرندہ
کیوں پریشان ہوتی ہو
جانتی بھی ہو
گھومتا رہتا ہوں
اپنے بچپن کے ساتھ

تو اس کے لیے کہیں جانا کیا ضروری ہے

کیا بس آنکھیں بند کرنے سے

نہیں چلتا تمھارا کام

برا بھلا کہا میں نے اسے

میری بات چھوڑو، میں تو غلام ہوں تمھارا

کہنے لگا پرندہ

تمھارا وقت اڑا جا رہا ہے پر لگا کر

ذرا روکو اسے

آنکھیں کھول کر دیکھو غور سے

کدھر اڑا جا رہا ہے

یہ تمھارا سرکش پرندہ

آدھے کمرے کے لیے

بخش دیا انھوں نے مجھے
آدھا کمرہ
پھر گھس گئے وہ اس آدھے کمرے میں
بکھیر دیا سب کچھ
ڈھونڈ نکالیں دارازوں میں چھپی
مانعِ حمل چیزیں اور میری ڈائریاں
جان لیے انھوں نے میرے گہرے راز
توڑ دینا چاہا ہمارا معاہدہ
واپس لینے کے لیے
میرا آدھا کمرہ
پھر خود ہی بڑھا دیں، معاہدے کی شقیں
ممنوع قرار دے دیں

میرے آدھے کمرے میں
مانعِ حمل چیزیں اور ڈائریاں
اور درازیں
آدھے کمرے کے عوض
کرلیا میں نے ان سے
منسوخی کی تاریخ کا ذکر چھیڑے بغیر
پھر معاہدہ
جسے توڑ دوں گی میں
آج یا کل
یا شاید کچھ دنوں کے بعد

مت کرو موت کی باتیں

کوئی مقابلہ نہیں ہے
موت کی باتوں کا
اصل موت سے

مذاق ہی سمجھتے رہے
ہم ان کی باتیں
مگر پھر مر کر دکھایا انھوں نے

مت کرو موت کی باتیں
کہیں مرنا نہ پڑ جائے
ان باتوں کے سبب
پھر ختم ہو جائیں گی

سب باتیں

اور ایسا بھی ہو سکتا ہے
کہ باتیں کرو تم
اور مر جائے کوئی اور

میری رحمدل دلدل

پکار رہی تھی میں کس کس کو
آ جاؤ میری مدد کو
میرے پیارو!
میرے درخت
میرے پرندے
میرے جنگل
میرے آسمان
میرے لوگو!
مت دفن ہونے دو مجھے اس دلدل میں
میرے پیارو!

میں سوچ رہی تھی

جب لے گئے وہ تمھیں بچا کے

میں نے گھبرا کر سب کو آوازیں دیں
اور کہا
کیوں نہیں بچاتے تم
اپنے بیٹے کو
اپنے بھائی کو
اپنے پیارے دوست کو
جمع ہو گئے سب
کنوئیں کے اطراف
میری پکار پر
اور دھکا دیا مجھے کنوئیں میں
تاکہ بچا سکوں میں تمھیں
کہاں ممکن تھا

کوئی نہیں سن پا رہا ہے مجھے

دور ہیں سب

یا مصروف ہیں

یا ہو سکتا ہے وہ بھی اسی دلدل میں ہوں

تو دلدل ہی سے رحم کی بھیک مانگی میں نے

اور مان گئی

رحمدل دلدل

مجھے آدھا یا آدھے سے زیادہ باہر چھوڑنے کے لیے

جیسا کہ وہ کرتی ہے

سب کے ساتھ

جو کر لیں اس سے سودا

یا مانگ لیں رحم کی بھیک

میری رحمدل دلدل

میرے لیے تمھیں کنوئیں سے نکال لینا

پھر آ گیا کوئی

پکڑ لیا تمھارا ہاتھ

نکال کر لے گیا

تمھیں اپنے ساتھ

مجھے وہیں چھوڑ کر

ہمیشہ کے لیے

تباہ ہو رہا ہے میرا محل

تباہ ہو رہا ہے میرا محل
اجڑ رہے ہیں باغات
دیواریں ایک ایک کر کے گرتی جا رہی ہیں
محرابوں کو دیمک چاٹ رہی ہے
ٹوٹے ہوئے بلند و بالا در
پڑے ہوئے ہیں زمین پر
گری ہوئی فصیلوں سے
اندر آجاتے ہیں محلے کے غریب بچے
کھیلنے کے لیے
گودام خالی ہیں
اور بیشتر کمرے بھی
لوگ جا چکے ہیں

اور جو ابھی نہیں جا سکے

پر تول رہے جانے کے لیے

کیا یہی ہے میرا محل

کب سے سرگرداں تھی

میں اپنے محل کی تلاش میں

اب بھی کر سکتی ہوں بہت کچھ

ملازم رکھوں بہت سالوں کے لیے

ایک مالی

ایک مستری

ایک بڑھئی

اور بہت سے مزدور

جو دوبارہ کھڑا کر دیں میرا محل

اصلی حالت میں

اور بہت سے کسان

جو بھر دیں خالی گودام

پھر خطوط لکھوں التجا بھرے

اور لکھتی رہوں

جب تک کہ واپس نہ آ جائیں

محل کو چھوڑ کر جانے والے لوگ

ہاں کروں گی میں یہ سب کچھ
اگر دور ہو جائے میرا خوف
کہ پاگل نہ کر دے مجھے
میرے چھوٹے سے ملک کے
چھوٹے سے شہر میں
ایک بند گلی میں واقع
میرے چھوٹے سے گھر کی یاد

مجھے منانے دو تم اپنی سالگرہ

وہ تین چار سال کا ہوگا
جب رات گئے
اس کی ماں نے
اپنے آخری اعترافی جرنل کی
آخری تحریر ختم کی
اور گیلے کپڑوں سے
اس کے کمرے کے دروازوں کی
کھلی ریخوں کو
اچھی طرح بند کیا
اور گیس کے بجھے چولہے میں گیس بھر کر
اس میں اپنا سر داخل کر دیا
اس کی ماں کا آخری جرنل غائب کر دیا

اس کے چاہنے والوں نے
اسے تکلیف سے بچانے کے لیے

پھر چالیس سال کے بعد
اک چھوٹی سی خبر چھپی
سلویا پلاتھ کے بیٹے نے خودکشی کر لی

تم تین چار سال کے ہو گے
جب کتنی ہی راتوں کو
میں گیس کے چولہے پر
نظر جمائے بیٹھی رہی
گھنٹوں اس کے پاس
پھر تمھاری آواز پر
چلی آئی تمھارے پاس
تمھاری سالگرہ پر
تمھیں تحفہ دینے کے لیے

مگر دہشت زدہ رہتی ہوں
کہیں گیس کے چولہے پر جمی

میری نظر کی وحشت
پہنچ نہ جائے تمھاری نظر تک
کہیں پڑھ نہ لو تم
میری دل میں دفن میرے اعترافی جرنل

جو چاہو تحفہ لے لو
مجھے منانے دو تم
دھوم دھام سے
اپنی سالگرہ

اک اچھا سیاح بننے کے لیے

جب اٹھاؤ اپنا بیک پیک

اور اپنی ڈائری

اور نکلو اپنے گھر سے

اور پہنچو اس کے جنگل میں

اور دیکھو نیا پرندہ

اسے نئے قسم کا طوطا مت لکھنا

اس کا نام پوچھ لینا

اپنی ڈائری میں لکھنے کے لیے

جب پہنچو اس کے گاؤں میں

اور دیکھو ایک عورت

ناف کے اوپر بے لباس

اسے عریاں سمجھ کر ڈھانپنے کے لیے
اپنا لباس دینے کی غلطی مت کرنا
یاد رکھنا اس کے آدھے بدن کو ڈھانپے
اس کے لباس کا نام
اپنی ڈائری میں لکھنے کے لیے

جب پہنچو اس کے شہر میں
اور دیکھو بے در و دیوار گھر
بے چین مت ہو جانا
ان کے در و دیوار بنانے کے لیے
وہ بے در و دیوار گھر کو کیا کہتے ہیں
پوچھنا اور یاد کر کے لکھنا
اپنی ڈائری میں

جب پہنچو اس کے وقت میں
اور دیکھو لامحدود وقت
پریشان مت کرنا انھیں
اپنی گھڑی کی ٹک ٹک سے
جاننا ان کی تاریخ

اور لکھنا اپنی ڈائری میں

مارکو پولو سے بہتر سیاح بننے کے لیے
گینڈے کو
سر پر ایک سینگ والا دیو مائی گھوڑا مت لکھنا
گینڈا ہی لکھنا

اس کی محفوظ دیوار

بیٹھ گیا پرندہ

اس دیوار پر

جہاں اسے نہیں بیٹھنا چاہیے تھا

جنرل صاحب کے پرندے کے برابر

بہت سی گولیاں چلیں

چھلنی ہو کر گرا پرندہ

ڈر کر اڑ گیا جنرل صاحب کا پرندہ

تلاش کرتے رہے

وہ سب اسے

مگر نہیں ملا

جنرل صاحب کا ڈرا ہوا پرندہ

یا اس کی محفوظ دیوار

کووں سے بھرے آسمان کے نیچے

اڑ رہے ہیں کوے
میرے آسمان پر
مگر اتنے زیادہ نہیں
جتنے اڑا کرتے تھے
بیس سال پہلے
وہاں جہاں میں تھی
بیس سال پہلے

کبھی کبھی لگتا تھا
کسی طوفان کا پیش خیمہ ہیں
یا کسی طوفان کو جھیل کر آئے ہیں
شور مچاتے کوے

چلتی رہتی تھی میں

کووں سے بھرے آسمان کے نیچے

خوبصورت، مضبوط عمارتوں کے درمیان

بڑے بڑے فٹ پاتھوں پر

بس اسٹاپ سے آنے والی

یا بس اسٹاپ تک پہنچنے والی

ایک امیر ملک کے

باترتیب شہر میں

فراخ اور چکنی سڑکوں پر

اک بیک پیک سنبھالے

کسی گفتگو کے آرزومند کی تلاش میں

اس سے کہنے کے لیے

کہیں کوئی طوفان آیا ہے

یا آنے والا ہے

جب کھڑے رہتے تھے

بس اسٹاپ پر منتظر لوگ

جوڑوں کی صورت میں

بوس و کنار میں مصروف

آسمان

اس کے کوؤں

ان کے شور

اور طوفان سے بے نیاز

وہاں جہاں میں تھی

بیس سال پہلے

ہمارے سامنے بے خوف

کیوں کرتے ہیں وہ ایسا
آجاتے ہیں ہمارے سامنے بے خوف
پیدل یا موٹر سائیکلوں پر سوار
مجبور کر دیتے ہیں ہمیں
بریک لگانے پر
تیز دوڑتی کاروں، بسوں اور ٹرکوں کے

کہیں بہت دور پہنچنے کے لیے
وقت کو شکست دینے کے کی کوشش میں
یا موت کا ہاتھ پکڑنے کے لیے
ہماری پلک جھپک جانے کے منتظر
پیدل یا موٹر سائیکلوں پر سوار

ہزاروں بے قرار لوگ

آ جاتے ہیں ہمارے سامنے بے خوف

میرے شہر کی سڑکوں پر

رہنے دو کچھ دیر

رہنے دو مجھے کچھ دیر
میری سست روی میں

مت کہو کچھ دیر تک
جیتنا ہے مجھے ایک اور دوڑ

کھول دو بیڑیاں
قدیم کہاوتوں اور سنہرے اقوال کی

رہنے دو کہانی
ایک رقص کے لیے نیا بھیس پا کر
خوش ہو جانے والی غریب لڑکی کی

مت دکھاؤ
ہنسی خوشی باقی زندگی گزارنے پر
ختم ہونے والی داستانوں کی جھلکیاں

خالی ہی رکھو
میری دیواروں کو
پراسرار مسکراہٹیں ہونٹوں پر سجائے
لوگوں کی تصویروں سے

مت بلاؤ مجھے
اوپر بالکنی سے ہجوم کو ہاتھ ہلاتے
لوگوں کے نظارے کو

مت اٹھا کے لاؤ
میرا یادگار قلم
جس کی سیاہی ختم نہیں ہوئی

بے کار کوشش چھوڑ دو

مجھے جگانے کی
اس صبحِ حشر کو
جب اٹھا رہا ہے وہ سوالات
میرے سکوت پر
مت اکساؤ
مجھے کسی جواب پر
یا بدتمیزی پر

جب کوہ قاف آیا میری کھڑکی کے سامنے

دستک دے رہی تھی پری
میری کھڑکی پر آج پھر
نیند سے بند تھیں میری آنکھیں
مگر اٹھ کر کھولنا ہی پڑی کھڑکی
اس کی مسلسل دستک سے
"کیوں آئی ہو پھر
میری زندگی الٹ پلٹ کرنے
معلوم تو ہے تمھیں
کوئی تحفہ تمھارا کبھی میرے کام نہ آیا"
ناراض تھی میں پری سے
مگر جانتی تھی میں اور وہ بھی
کہ بے جا تھی میری ناراضگی

وہ لاچکی تھی میرے لیے بہت سے کارآمد تحفے

دسترخوان جو ہمیشہ کھانوں سے پر رہتا تھا

کھا کھا کر بیمار ہوئے اور کچھ مر بھی گئے

میرے پیارے لوگ

کسی کام کے قابل نہ رہے ہم سب

دوبارہ جوان کردینے والا شربت

جسے پی کر ہم بھول گئے اپنا آپ

پہچان نہ سکے ایک دوسرے کی شکلیں

غرور نے پاگل کردیا ہمیں

گزارنا پڑیں ہمیں بے مقصد زندگیاں دو دو بار

آبِ حیات

جسے پی کر تڑپ رہے ہیں

میرے کتنے ہی پیارے

موت کی آرزو میں

باعثِ عبرت ہیں وہ ان کے لیے

جنھیں مرنے کی عیاشی میسر ہے

مستقبل دکھانے والا پیالہ
جس میں دیکھ کر آنے والے دن
جینے سے پہلے ہی مر گئے
سب دیکھنے والے

دنیا کی نظروں سے غائب کر دینے والی ٹوپی
جسے پہن کر میں جان گئی وہ راز
جنھوں نے چھین لیا میرے دل کا چین
میری خوشیاں
ہمیشہ کے لیے
بنا دیا مجھے قاتل

نفرت ہو گئی ہے مجھے اس کے تحفوں سے
مگر پکڑ ہی لیتی ہے وہ
مجھے اپنے جال میں ہر بار
''خوب جانتی ہوں میں تمھارے فریب
کیا تماشہ دکھاؤ گی اس بار''
کہا میں نے پری سے

''آنکھیں تو کھولو
دیکھو آج میں لائی ہوں تمھارے لیے
پورا کوہ قاف
ذرا نظارہ کرو اپنی کھڑکی سے''
چونک کر آنکھیں کھول دیں میں نے
منظر بدل چکا تھا میری کھڑکی سے باہر
غائب ہو چکی تھیں
میرے آسمان کو ہر طرف سے روکے
بلند و بالا عمارتیں
ہرا بھرا کوہ قاف کھڑا تھا میرے سامنے

''کیا لے چلو گی مجھے باہر
کوہ قاف کی سیر کے لیے؟''
پوچھا میں نے پری سے
''ہاں کیوں نہیں'' کہا پری نے
''مگر چھوڑ نہ دینا میرا ہاتھ راستے میں
میں پری نہیں ہوں''
ہنسنے لگی پری
''کیا میں جانتی نہیں ہوں تمھیں

اور تمام دوسری مخلوقات کو
آؤ چلو کرا لاؤں تمھیں سیر''

پکڑ لیا اس نے میرا ہاتھ
اور لے گئی مجھے اڑا کر
دیکھتی رہی میں فضاؤں سے
پریاں، پریزاد اور دیو
''تمھاری دنیا تو تقریباً ویسی ہی ہے جیسی میری
بس ایک فرق ہے
جو خوبصورت ہے وہ زیادہ خوبصورت ہے
اور جو بدصورت ہے وہ زیادہ بدصورت
اب اتار دو مجھے کوہ قاف میں
قریب سے دیکھنے دو مجھے سب کچھ''
کہا میں نے پری سے
''ایسا مت کرو
بس دور ہی سے دیکھو''
اس نے کہا
''اتنی دور سے دیکھنا بھی کیا دیکھنا ہے''
''تمھیں واپس نہیں جانے دے گا

یہ کوہ قاف
اگر تم گئیں اس کے نزدیک"
"کون روک سکے گا مجھے
اپنی دنیا میں جانے سے
میں نہیں چھوڑ سکتی یہ موقع
بہت قریب سے دیکھنے کا
کوہ قاف کی سادہ دنیا کو"
چھوڑ دیا پری نے مجھے
جادو کی دنیا میں
اور اوجھل ہو گئی میری نظروں سے
کبھی نہ ملنے کے لیے

میں گرفتار ہوں
اسی کوہ قاف میں
بن کر اک پری
جب تک نہ لے آؤں میں
کسی اور کو اپنی جگہ
اُس کی کھڑکی سے

بن جاؤ ریشم کے کیڑے

تمھیں کرنا ہے مزدوری
تمھیں بننا ہیں کرسیاں
تمھیں کرنا ہے کاروبار
تمھیں لکھنا ہے کتابیں
تمھیں کرنا ہے سیاست

بتا دیے گئے ہیں تمھیں تمھارے کام
بن جاؤ اب تم
ریشم کے کیڑے
سمجھو اپنے کام کو
اپنی جان سے بڑھ کر
اور اعلیٰ ترین

شور مچاؤ دنیا میں
اپنے کام کی عظمت کا

بنو اپنے کام کا جال
اپنے چاروں طرف
اور اس میں پھنس کر
مرو جلدی سے
اور آسانی سے

تنویر انجم

حاشیوں میں رنگ

تنویر انجم نے اردو ادب میں نثری نظم کی شاعرہ کی حیثیت سے ایک نمایاں مقام بنایا ہے۔ اب تک ان کے نثری نظموں کے پانچ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ ان دیکھی لہریں (1982) سفر اور قید میں نظمیں (1992)، طوفانی بارشوں میں رقصاں ستارے (1997)، زندگی میرے پیروں سے لپٹ جائے گی (2010) اور نئے نام کی محبت (2013)۔ ان کی غزلوں کا ایک مجموعہ سرو برگ آرزو 2001 میں شائع ہوا۔ ان کی منتخب نظموں کا ایک مجموعہ انگریزی تراجم کے ساتھ 2014 میں منظر عام پر آیا۔ وہ عالمی ادب کے انگریزی سے اردو میں تراجم بھی کرتی رہتی ہیں۔

تنویر انجم نے یونیورسٹی آف ٹیکساس آسٹن سے لسانیات میں پی ایچ ڈی کیا اور شعبہ تدریس سے وابستہ ہیں۔

Cover painting: Tehmina Lodhi

978-969-648-020-4

Rs.200